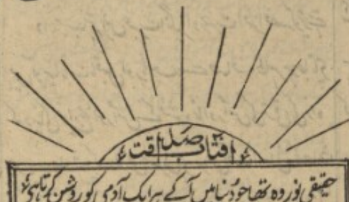
پنجاب نور افشاں لودیانہ



حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۴۵) — مطبوعہ ۵- نومبر ۱۸۹۷ء بروز جمعہ — جلد (۲۵)



ایڈیٹوریل نوٹس

سیالکوٹ کی کانفرنس کا جلسہ بموجب اشتہار بڑی دھوم دھام کے ساتھ پانچ روز تک ہوتا رہا۔ ہر روز دو درس انگریزی میں اور دو درس اردو میں ہوتے تھے۔ ڈبلیو ڈبلیو وائیٹ صاحب انگریزی درسوں کے مقرر تھے اور ڈبلیو ڈیگٹی صاحب اور جے ایم خوزمن صاحب اردو کے درس دیتے تھے۔ ہمکو دو دن تک حاضر ہونے کا موقع ملا۔ ہمیں بخوبی معلوم ہو گیا کہ خدا فی الحقیقت حاضر ہے اور برکات روحانی کی بارش ہو رہی ہے۔ کوئی تین چار سو دیسی بھائی موجود تھے اور کوئی ساٹھ ستر ولایتی۔ سب کے سب بڑی سنجیدگی اور متانت کے ساتھ اُن نصیحتوں پر غور کرتے تھے جو خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے ذریعہ دیتا تھا دعا مانگنے میں جماعت سرگرم تھی۔ ہمیں کامل یقین ہے کہ خدا کے فضل سے اس جلسہ کا اثر اس جاڑے کے کام پر بہت اچھا ہوگا۔ جو جلسہ لدھیانہ میں ہونے والا ہے اُس کے لئے دعا مانگی گئی اور ہمکو قوی اُمید ہے کہ سُنی بھی گئی اور جس طرح اس مشن پر اب اور گذشتہ دو سال میں برکتیں نازل ہوئیں اسی طرح ہمارے مشن پر بھی برکتیں نازل ہونگی +

جس نوجوان کے مسیح میں سو جانے کا ذکر دوسرے کالم میں پایا جاتا ہے اُس پر غور کرتے ہی دل غم سے بھر جاتا ہے وہ ہمارا پیارا شاگرد رہا اور پھر اُستاد ہوا۔ صحت اور تندرستی اُس کی اول درجہ کی تھی اور یہہ بات کسی کے خیال میں بھی نہ آتی تھی کہ خداوند تعالیٰ اُسے اپنے پاس ایسا جلد بلالیگا۔ اِس سبب سے دوگنا صدمہ ہوا۔ مسیحی جماعت میں ایسے ہونہار نوجوان بہت تھوڑے ہیں۔ اُمید کی جاتی ہے کہ اور لوگ بھی اُس کا نمونہ اختیار کر کر مسیحی زندگی بسر کرنا شروع کرینگے +

ابھی تک لڑائی ہو رہی ہے اور ہر روز کوئی زخمی ہوتا ہے کوئی مارا جاتا ہے۔ اس لڑائی کا نتیجہ پہلے ہی سے ظاہر تھا یعنی ہیچ۔ افسوس کہ اس قسم کی ضرورت لاحق ہوئی۔ یا الٰہی وہ دن جلد دکھلا کہ جب قومیں جنگ کرنا نہ سیکھیں۔ موجودہ حالت میں تمام سلطنتوں میں اخراجات جنگ آگے دِن بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ جہازوں کے بنانے ہتھیاروں کے تیار کرنے فوج کے بڑھانیکی دھن لگی ہوئی ہے صرف امریکہ والے کچھ تھوڑا خرچ کرتے ہیں مگر افسوس کہ اب وہ بھی اوروں کی دیکھا دیکھی اور اپنی حفاظت کے واسطے اور زیادہ خرچ کرنا شروع کر رہے ہیں۔ تمام اہل دانش اِس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ جنگ کی نسبت تعلیم کی اشاعت بہت زیادہ بہتر اور مفید ہے مگر دیکھنے میں یہی آتا ہے کہ اکثر تمام سلطنتیں تعلیم کی نسبت جنگ کے واسطے زیادہ خرچ کرتی ہیں۔ سی آر ڈیکنز صاحب پریسیڈنٹ نیشنل ایجوکیشن ایسوسیشن نے اِس بارہ میں ایک درس دیا۔ جس کی فہرست ذیل میں درج ہے :

فی آدمی ہر سال اوسطاً

	جنگ (روپیہ۔ آنہ۔ پائی)	تعلیم (روپیہ۔ آنہ۔ پائی)
فرانس	۱۲-۰-۰	۲-۱-۶
انگلستان	۱۱-۲-۶	۱-۱۴-۰

سلسلہ کیلئے دیکھو صفحہ ۱۲ کالم اول سطر ۱

نور افشاں

پادری۔ اے۔ ایچ۔ یوئنگ صاحب۔ ایم۔ اے۔ ایڈیٹر

پادری ایچ۔ گولکناتھ صاحب۔ پادری غلام مسیح صاحب۔ اسسٹنٹ
پادری طالب الدین صاحب بی۔ اے۔ پادری بی۔ سی۔ لوبل صاحب } ایڈیٹرز

نوح کا طوفان

یہہ ایک ایسا مضمون ہے جس کو طویل تمہید کی ضرورت نہیں صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ بائبل کے مخالفوں نے اِس طرح طرح کے اعتراض کئے ہیں اور یہہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جس کتاب میں ایسی کہانیاں اور لغو فسانے پائے جاتے ہیں وہ الہامی نہیں ہو سکتی۔ اور ہمارے ویانندی بھائی جو بڑی دلچسپی سے یورپین ملحدوں کی تصنیفات کا مطالعہ کرتے ہیں اور اُن کتابوں سے بجز فضول اعتراضات کے اور کچھہ نہیں نکالتے اِس قسم کے بائبلی بیانات کی تضحیک و تردید میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ یہہ اُن کی سخت دلی اور متعصب مزاجی کا خاصہ ہے کہ وہ یورپین مسیحیوں کی تصنیفات کو جو معترضوں کے شکوک کو رفع اور دفع کرنے کے لئے لکھی گئیں نہیں پڑھتے اور نہ اُن سے کسی طرح کا فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ "انجام کدرت" "کنوں کدرت" "سیمنس" (سائنس) "جالجی" (جیالوجی) وغیرہ الفاظ ہر ایک لالہ جی کی زبان پر چڑھے ہوئے ہیں۔ جس طرح آجکل ہمارے رنگیلے شائقین اور فیشن پرست بانکے ولایتی کوٹ پتلون۔ کالر اور نکٹائی سلے سلائے اور بنے بنائے ولایت سے منگواتے اور پہن کر خاصے جنٹلمین بن جاتے ہیں اِسیطرح ہمارے بنئے لالے بھی "انجام کدرت" اور "کنوں کدرت" وغیرہ ولایتی الفاظ بولکر ڈارون۔ ہکسلے۔ والٹیر۔ سپنسر اور مِل سے اگر کوئی سبقت نہیں لیجاتے تو اُن کے ہمپلہ ہونے میں تو کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ ہم اس آرٹیکل میں پُرانی روائتیں۔ نئی تحقیقات اور موجودہ خیالات پیش کرکے دکھائینگے کہ ہم کیوں اِس بیان کو صحیح اور سچا سمجھتے ہیں۔

(۱) جب ہم اِس عبرت انگیز اور حیرت افزا قصہ کو پڑھتے ہیں تو بیانات ماقبل اور مابعد سے صاف ظاہر ہوجاتا ہے کہ دنیا کی تواریخ اور اُس کے نشو و نما اور اُس کی ترقی کی راہ میں یہہ حادثہ ایک لازمی منزل ہے۔ اِس آفت آسمانی کے حادث ہونے سے پیشتر انسانی خطاکاری اور گناہ اور ظلم اور بغاوت اور ستم اِس درجہ تک پہنچ گیا تھا اور اخلاقی حالت ایسی بگڑ گئی تھی کہ اُس نسل کا انہدام اور استیصال نہ صرف از روئے عدل و انصاف راست ہی تھا بلکہ دُنیا کی اصلاح مزاج اور تہذیب اخلاق کے لئے لازمی امر بھی تھا۔ لیگی صاحب اپنی روحانی بصیرت سے پانیوں کی طغیانی میں خدا کی رحمت اور فضل کی طغیانی کا تماشا دیکھتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ طوفان ایکطرح تو گنہگار اور سرکش نسل کی شامت اعمال کا تلاطم تھا مگر دوسری صورت میں خدائے رحیم کی رحمت کا ایک بڑا بھاری سیلاب تھا۔ اور واقعی جب ہم نوح کی محافظت اور اُس کے خاندان کی سلامتی۔ اور خدا کی سچی اور بے ریا عبادت۔ اور خاندان ابراہیم کے انتخاب اور تجویز نجات کی ترقی پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمکو ماننا پڑتا ہے کہ یہہ سب واقعات طوفان جیسی بلا پر اشارہ کرتے ہیں یعنی آلہی سزا کے ضروری نتایج معلوم ہوتے ہیں۔ پس جیسا ہم پیشتر عرض کر آئے ہیں یہہ وقوعہ دنیا کی تواریخ کے سلسلہ سے مربوط یا یوں کہیں کہ اُس سے ایسا علاقہ رکھتا ہے جیسا انسانی بدن کا ہر عضو انسان کے بدن سے رکھتا ہے۔ علاوہ اِس کے انبیاء اور خصوصاً خداوند یسوع مسیح اور اُس کے رسولوں کی گواہی اِس حادثہ کی سچائی پر مہر ہے۔ دیکھو یسعیاہ ۹/۵۴ متی ۳۷/۲۴ لوقا ۲۷/۱۷ عبرانی ۷/۱۱ ۱ پطرس ۲۰/۳ اور دوسرا پطرس ۵/۲ ✦

جس شخص نے یسوع مسیح کو پڑھا ہے۔ جو اُس کی ذات اور صفات اور اُس کے اقوال و افعال سے واقف ہے اُس کے نزدیک جو وقعت یسوع مسیح کی شہادت رکھتی ہے ویسی نہ کوئی اور شہادت اور نہ کوئی دلیل اور نہ کوئی برہان رکھتی ہے۔ تو بھی ہم بائبل کی شہادت پر اکتفا نہیں کرتے۔ ہم دکھائینگے کہ سائنس بھی اِس کی مخالفت نہیں کرتی۔ اور کہ قدیم روائتیں اور موجودہ تحقیقات موسوی بیان پر صاد لکھتی ہیں ✦

(۲) اِس صدی کے شروع اور وسط میں طوفان کی نسبت جیالوجی کی یہہ رائے تھی کہ طبقات زمین میں بہت سے ایسے پیڑ اور چھلکے (مچھلیوں کے) پائے جاتے ہیں جو نوح کے طوفان سے زمین کے قعر میں دفن ہوئے۔ اور اب ان آخری دنوں کی علمی قیامت میں داخل ہوکر بلکہ پھر زندہ ہوئے۔ اور اس صدی کے وسط میں قریباً سب اہل سائنس اِس بات پر متفق اور متحد تھے کہ زمین کی سطح پر۔ اُس کے چٹانوں اور کراروں میں جو کچھہ قدیم نباتات اور حیوانات کی اجناس سے مدفون ہے اُس سے بھی بہت درجہ تک نوح کے طوفان کی تصدیق ہوتی ہے۔ جدید تحقیق جیالوجی کا یہہ ہے کہ علم جیالوجی نوح کے طوفان کی کچھہ مخالفت نہیں کرتا۔ یعنے جیالوجیکل تحقیقات سے کوئی اور ایسا علم نہیں ہوا جو موسوی بیان کی نفی ثابت کرتا ہے۔ کیو ویر۔ جیمسن۔ سیلمین۔ ڈاسن۔ اور کرکن۔ جیسے مشاہیر علمائے فرانس و انگلستان و امریکہ جنہیں نہ صرف علم جیالوجی سے بلکہ دیگر علوم سے بھی پوری پوری واقفیت حاصل ہے اور جنکی کتب و تصانیف ہر علم میں مستند قرار دیجاتی ہیں۔ یہی شہادت دیتے ہیں کہ جیالوجی ابھی عالم طفولیت میں ہے مگر جب شباب کے زمانہ کو پہنچیگی تب خدا کے کلام کی تصدیق کریگی کیونکہ جو کچھہ ابتک اِس علم کے متعلق معلوم ہوا وہ کلام آلہی کی

مخالفت نہیں کرتا بلکہ عجیب وغریب طور پر اُس کی تائید کرتا ہے۔ طوفان کے تواریخی بیان کے برخلاف بھی جیالوجی کچھ نہیں کہتی۔ بلکہ اُس کی تائید ہی کرتی ہے۔ چنانچہ شیرن ٹرنر صاحب ایف ایس اے۔ ایم آر ایس ایل اپنی کتاب "دی سیکرڈ ہسٹری آف دی ورلڈ" میں یوں فرماتے ہیں کہ "بنی نوع انسان کو نابود کرنے کے لئے ایک ہی دن کا زلزلہ اور طوفان کافی تھا۔ پس ان بیانات سے کہ مینہ چالیس دن تک برستا اور پانی ایکسو پچاس دن تک بڑھتا اور پھیلتا رہا اور کہ پھر ایکسو پچاس دن اُس کے سوکھنے اور جذب ہونے میں لگے۔ صاف ظاہر ہے کہ سوائے بنی آدم کی بربادی کے اور باتیں بھی خدا کو مدنظر تھیں۔ یہہ باتیں زمین کی ساخت اور حالت سے علاقہ رکھتی ہونگی۔ اور چونکہ جیولاجیکل تحقیقات سے ظاہر ہے کہ موجودہ چٹان اور ٹیلے اُن چٹانوں اور ڈھیروں کے ٹکڑوں سے بنے ہیں جو اُن سے پہلے موجود تھے۔ اور کہ جب وہ بن رہے تھے اُس زمانہ میں یا اُس سے پہلے انیک طرح طرح کے زلزلہ اور تبدیلیاں اور بربادیاں حادث ہوئیں اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اس بات کو یاد رکھیں کہ طوفان کے بیان سے ایسے زمانہ کا پتہ ملتا ہے۔ جس میں اس قسم کے واقعات اور تحرکات تواریخی طور پر وقوع میں آئے ہوں" + اور جے ڈبلیو ڈاسن۔ ایل ایل۔ ڈی۔ ایف۔ آر۔ ایس۔ ایف جی۔ ایس صاحب اپنی مشہور کتاب "دسٹوری آف دی ارتھ اینڈ مین" میں پوسٹ گلیشل اور پالیولتھک زمین کی موجودہ حالت کے بیان کے متعلق یوں فرماتے ہیں۔ "اگر آدمی پوسٹ گلیشل زمانہ میں یورپ کی سطح پر موجود تھا تو وہ دُنیا میں مستقل طور پر آباد ہونے سے پہلے ایک بڑے قدرتی انقلاب کا مورد تھا۔ دنیا کی سطح اعلیٰ درجہ کی اونچائی تک پہنچ گئی تھی۔ تو بھی اُس کی بنیادیں جو پانی کے اندر اور باہر تھیں ابھی محکم اور مضبوط نہ ہوئی تھیں۔ موجودہ استحکام اور استقامت پانے سے پہلے اُسے ایک بار اور پانی میں غوطہ لگانا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ سیلاب ایسا تھا جو نسبتاً جلد بڑھا اور کم ہوا اور جس نے اپنے وقوعہ کے نشانات سطح زمین پر بہت کم چھوڑے۔ لیکن بر اعظموں کی ہمواریوں کو کسی درجہ تک تبدیل کر دیا۔ مگر اُن کی سطح کو پہلے اور قدیم فراز تک نہ پہنچا سکا۔ لہذا نشیب دار زمین کا بہت سا حصہ زیرآب رہا۔ اب اگر جیسا بہت جیالوجسٹ مانتے ہیں یہہ صحیح ہے کہ آدمی دُنیا پر موجود تھا تو ناممکن نہیں کہ یہہ وہی طوفان تھا جسکا ذکر پیدایش کی کتاب اور نوح کے بیان میں درج ہے اور جس کی یادداشت قدیم قومی روایتوں میں باقی ہے۔ بہرکیف اس میں شک نہیں کہ یہی وہ جیالوجیکل طوفان تھا جو پوسٹ گلیشل کو ماڈرن زمانہ سے جدا کرتا ہے +

(۳) بااستثناے حبشیوں کے دُنیا کے صفحہ پر کوئی ایسی قوم۔ کوئی ایسی نسل اور کوئی ایسی گروہ نہیں جس میں کوئی نہ کوئی روایت متعلق طوفان کے مروج نہ ہو سیمٹک۔ آرین اور تورانین نسل کے سب لوگوں میں طوفان کا قصہ ایک نہ ایک صورت میں ضرور پایا جاتا ہے۔ ہم پہلے آرین اور تورانین نسل کے لوگوں میں جو روائتیں مروج ہیں اُن کا ذکر کرینگے اور بعد میں سیمٹک (یا سرو - اریبئین) روایتوں کو پیش کرینگے

(الف) اپالوڈورس گریک تھیالوجسٹ کے بیان کے بموجب یونانیوں میں یہہ روایت مروج تھی کہ ایک دفعہ زیس دیوتا نے لوگوں کی بدکاری سے تنگ آ کر تمام بنی نوع انسان کو تباہ اور نابود کرنا چاہا پر پرومیتھیس نے دیوتا کے اس ارادہ کو جانکر اپنے بیٹے ڈیوکلان کو اس سے مطلع کیا۔ ڈیوکلان نے فوراً ایک کشتی تیار کی اور اُس میں اپنی بیوی پائرا اور اپنے بیٹوں اور اُن کی جوروں کے سمیت داخل ہوا۔ اور نیز اپنے ساتھ ایک ایک جوڑا ہر طرح کے جانوروں کا لیگیا۔ طوفان چھ دن اور چھ رات تک رہا ساتویں دن اُس نے ایک کبوتری کو چھوڑا وہ اپنے پنجہ میں ذرا سا کیچڑ لائی جس سے معلوم ہوا کہ پانی خشک ہو گیا۔ ڈیوکلان کی کشتی پارناسس پر ٹھہری۔ ڈیوکلان اور پائرا نے کشتی سے باہر آکر دیوتاؤں کو قربانی گذرانی۔ ہیسی اڈ اور لوشئین اور پلوٹارک اور پینڈر اور افلاطون اور ارسطو جیسے شعرا اور حکما کی تحریرات میں بہت اشارے اس قسم کے پائے جاتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے زمانہ میں یہہ روایت مروج تھی اور کہ وہ اُس کو مانتے تھے۔

(ب) باشندگان روم کی نسبت ہم مفصل طور پر کچھ نہیں کہہ سکتے تاہم اس میں شک نہیں کہ اُن کے درمیان بھی طوفان کے متعلق روائتیں موجود تھیں۔ اووڈ اپنی نظم میں اس حادثہ کے متعلق خیالات اور واردات کو پیش کرتا ہے اور چونکہ شعرا اکثر اُنہیں ماجروں کو منظوم کرتے ہیں جو رقت انگیز اور خاص و عام میں مشہور ہوتے ہیں اور چونکہ اووڈ شاہی دربار سے علاقہ بھی رکھتا تھا (وہ شہنشاہ آگسٹس کے وقت میں موجود تھا) اس لئے ہم یہہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ جو خیالات طوفان کی نسبت اُس نے اپنی نظم میں قلمبند کئے ہیں وہ اُس کے معاصرین میں بطور روایت پیشتر ہی سے چلے آئے ہونگے +

اور پلنی ایک جگہہ یوں لکھتا ہے "لوگ کہتے ہیں کہ یافا طوفان سے بھی پرانا ہے"

(ج) پارسی یا اہل ایران کی روائتیں۔ ان کے درمیان یہہ روایت مروج تھی کہ دنیا کی پیدائش کے بعد اہرمن تین ہزار برس تک قید رہا۔ بعد ازاں اُس نے حرکت میں آکر دُنیا کو برباد کرنا چاہا سو اُس نے دُنیا کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے جلا دیا۔ اس پر ہرمزد نے اپنی قدرت سے آسمان سے پانی برسایا اور زمین آدمی کے قد کے اونچائی کے برابر پانی کے نیچے غرق ہو گئی۔ پانی کے قطرات سانڈ کے سر کے برابر گرتے تھے۔ اہرمن کے ساتھی پانی سے تباہ ہوئے۔ بارش دس دن رات تک برابر ہوتی رہی اور پھر تین دن تک ہوا چلی جس نے پانی کو زمین کی سطح سے ہٹا دیا۔ درخت اور حیوان اور انسان سب نئے بنے۔

قدیم فارسیوں کے درمیان بھی طوفان کی روایت مروج تھی۔ مجوسیوں کا ایک فرقہ یہہ مانتا تھا کہ تمام دنیا پر طوفان آیا اور دوسرا یہہ کہ صرف ایک حصہ پر +

(د) ہند میں جو روایات مروج ہیں اُن سے ہم خوب واقف ہیں - بھاگوت پُران کی آٹھویں کتاب میں اور مہابھارت اور متسیا پُران اگنی پُران میں اِس قسم کی روائتیں درج ہیں ہم اِس جگہہ ست پت برہمنا میں جو بیان پایا جاتا ہے اُسے پیش کرینگے - ڈاکٹر میکڈف صاحب کی کتاب "دی برہمناز آف دی ویدز" میں یہہ بیان مفصل پایا جاتا ہے ہم اُس کا خلاصہ بیان کرتے ہیں منو کو ہاتھ دھونے کے لئے پانی دیا گیا - اُس میں سے ایک مچھلی نکلی - جس نے منو سے مخاطب ہو کر کہا مجھے محفوظ رکھ اور میری پرورش کر اور میں تجھ کو بڑی آفت سے بچاؤنگی - کہا وہ کیا آفت ہے؟ کہا ایک طوفان آئیگا جو سب مخلوق کو برباد کر دیگا - پوچھا کب آئیگا؟ جواب دیا - فلاں سال مچھلی کی حفاظت کی گئی اور ہدایت کے مطابق اُس کو سمندر میں چھوڑ دیا - جب وقت پورا ہوا تو طوفان آیا - منو نے مچھلی کے حکم کے بموجب ایک جہاز تیار کیا اور سمندر پر جا پہنچا - رسی جہاز کی مچھلی کے سینگ سے باندہ دی - پانی بڑھنے لگا - حتّی کہ جہاز ایک پہاڑ پر جا لگا - جب پانی اُترنے لگا - تو مچھلی نے یہہ صلاح دی جلدی نیچے نہ جاؤ جب پانی بالکل کم ہو گیا تو منو باہر آیا اور اُس نے قربانی چڑھائی اور زمین کو آباد کیا بھاگوت پُران میں جو ذکر ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ آٹھ آدمی بچے +

سکینڈی نیویا اور کلٹس وغیرہ کے درمیان جو قصہ کہانیاں اِس امر کے متعلق پائی جاتی ہیں اُنہیں قلت وقت اور خوف طوالت کی وجہہ سے رقم نہیں کر سکتے +

(س) چین کی تواریخ موسومہ چو کنگ مولفہ کانفیوشس کے شروع ہی میں ایسا بیان پایا جاتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس وقت چین کی سرزمین زیر آب تھی - بادشاہ یاؤ ارکین سلطنت اور اعیان دولت سے مخاطب ہو کر کہتا ہے - "افسوس طوفان کے پرزور پانی نے نزدیک و دور بربادی برپا کر رکھی ہے - وہ پہاڑوں کو گھیرے ہے - چوٹیوں تک پہنچ گیا ہے اور اونچا بلند ہوتا اور مثل آسمانی محراب کے دور دور تک پھیلتا جاتا ہے" تواریخ چو کنگ کے ہین لن مفسروں اور منگ گن گو کی یہہ رائے ہے کہ یہہ طوفان بادشاہ یاؤ کے عصر سے بہت پہلے واقع ہوا -

(ش) افریقہ اور اہل افریقہ کے حالات بہت کم معلوم ہیں تاہم اِس براعظم کی ایک قوم کے درمیان بھی طوفان کی روایت پائی گئی ہے - اہل دریا کے درمیان یہہ روایت متداول تھی کہ طوفان سے تمام بنی آدم برباد کئے گئے - اِس لئے خدا مجبور ہوا کہ نئے اِنسان پیدا کرے +

(ص) مغربی دنیا یعنی براعظم امریکہ کے اصلی باشندوں میں طوفانی آفت کے متعلق بہت روائتیں پائی جاتی ہیں - مسٹر کاٹلن Catlin صاحب فرماتے ہیں کہ شمالی اور جنوبی اور وسطی امریکہ میں مجھے ایک فرقہ بھی ایسا نہیں ملا جنہنے میرے پاس اِس آفت کے متعلق کسی نہ کسی طرح کا قصہ بیان نکیا ہو - کسی فرقہ کے بیان سے یہہ ظاہر ہوا کہ صرف ایک آدمی بچا جبکہ کشتی پہاڑ پر جا لگی اور کسی سے یہہ کہ صرف تین بھی جانبر ہوئے اور کسی سے یہہ کہ صرف آٹھ محفوظ رہے - جنوبی امریکہ کے وحشی باشندوں کے درمیان ہمبولٹ صاحب (Humboldt) نے اِس حادثہ جانکاہ کے بارہ میں تازہ روائتیں پائیں وہ فرماتے ہیں کہ طوفان کا خیال کسی ایک قوم سے خاص نہیں - وہ تواریخی روایت ہے جو سب قوموں میں موجود ہے - آبشار عظیم کے میپور اور دریائے ریو آ ئے دے ریشو کے انڈین لوگوں اور دریائے اپر آریکو کے تمام فرقوں میں یہہ روایت مروج ہے - اور اِن مختلف روایات میں ایسی مشابہت پائی جاتی ہے کہ صاحب موصوف کو پہلے یہہ شبہا ہوا کہ اِن فرقوں نے یہہ باتیں مشنریوں سے سیکھی ہونگی مگر زیادہ تحقیقات سے اُن کا یہہ شبہہ دور ہو گیا - لینارمنٹ صاحب فرماتے ہیں ہمیں اقرار کرنا پڑتا ہے کہ طوفان کے متعلق جو روائتیں میکسیکو میں مروج ہیں وہ وہاں کے لوگوں سے خاص ہیں اور اُن پر مشنریوں کی ساخت و پرداخت کا کوئی الزام نہیں لگ سکتا - اور وہ یہہ بھی کہتے ہیں کہ اہل ہسپانیہ کے آنے سے پہلے یہہ روائتیں اہل میکسیکو میں مروج تھیں - جیسے ہمارے ملک میں بھی مشنریوں اور محمدیوں کے آنے سے پہلے منو اور ستیا ورت کے متعلق اِس قسم کے قصے موجود تھے - اب ہم بالتفصیل اُس روایت کا ذکر کرینگے جو کسدیوں کے درمیان مروج تھی - بروسس نامی ایک شخص نے مسیح سے اڑھائی سو برس پہلے اِس روایت کو قلمبند کیا اور پھر یوسی بی اس مسیحی مورخ نے اُسے اپنی تصنیفات میں شایع کیا - لیکن موجودہ زمانہ میں کیونی فارم ٹیبلٹس جو نینوہ شہر کے کھنڈرات سے دستیاب ہوئی ہیں اِس قصہ کو اصلی حالت میں ہمارے سامنے لاتی ہیں پس بیروسس کی روایت کو چھوڑ کر ہم ایک کتاب سے چند سطور اقتباس کرتے ہیں جن سے اُن تختیوں کی تاریخ اور اُن کے پڑھنے کا حال بھی کسیقدر کھلیگا - اُنہیں سے طوفان کے پانی کی درست وسعت اور پھیلاؤ معلوم ہو جائیگا - اِن سطور کو نقل کرنے سے پیشتر ہم یہہ کہنا چاہتے ہیں کہ اِن کل روایتوں کے مطالعہ سے ناظرین پر ظاہر ہو جائیگا کہ مختلف ناموں اور بیانوں سے ایسی ملکی رسمی اور زبانی خصوصیات ظاہر ہوتی ہیں کہ ایک ملک یا قوم کی روایت دوسری قوم یا ملک کی روایت سے بآسانی تمیز کی جاسکتی ہے - مثلاً یونانیوں کا ڈیوکلان - کسدیوں کا خسشترس - عبرانیوں کا نوح اور ہندوؤں کا منو اور اہل میکسیکو کا کاکس کاس وغیرہ نام یہی ظاہر کرتے ہیں - علاوہ زبان کی خصوصیات کے مختلف بیانات میں بت پرستی کے خیالات کہانیاں اور قصہ اور بیہودہ گوئیاں اور غیر قوموں کے ہزلیات بھرے ہوئے ہیں اگر یہہ خصوصیات موجود نہ ہوتیں تو اشتباہ اور شک و شبہ کا گذر نا گزیر تھا ان کا وجود یہہ ثابت کرتا ہے کہ ہر قوم کی اپنی خاص روائتیں ہیں جن کا اصل ماخذ ایک سچا واقعہ ہے کہ یہہ آواز جو دور دور کے ممالک اور دور دور کے زمانوں سے اور ایسی قوموں سے جن کو پہاڑوں اور سمندروں - اور مذہبوں اور باہمی نفاقوں نے ایک دوسری سے جدا کر رکھا تھا ہمارے پاس آتی ہے - جو فرات اور دجلہ کے کناروں سے اُٹھتی اور



ہنگو اور سوری کی وادیوں میں گونجتی ہے جو وسطی ایشیا کے نیم مہذب فرقوں کے درمیان بلند ہوتی اور مغربی دنیا کے عین وسط میں اور وحشی انڈین اسلوں کے درمیان سنی جاتی ہے فی الحقیقت ایک ہی ساز کی گونج ہے - اور اگر ہم اُن باتوں کو جو قومی اور ملکی اور مذہبی رسومات سے اور نیز بے علمی اور وقت کے گذر جانے سے پیدا ہو گئیں نکال ڈالیں تو ہمیں وہی سیدھا سادا اور صحیح تواریخی قصہ مل جائیگا جو موسیٰ نے کتاب پیدائش میں قلمبند کیا ہے +

مراسلات

اسلام اور عیسائی مذاہب میں سے کون خدائی ہونیکا دعویٰ کرسکتا ہے

قطعہ

راستی موجب رضائے خداست ہو کس ندیدم کہ گم شد از راہ راست

ہر ایک انسان متلاشئ حق کو سب سے مقدم یہہ بات ہے کہ وہ تعصب کی زنجیروں کو جس میں وہ سراسر جکڑا ہوا ہے - دور پھینکدے اور اپنے دل کو لوح سادہ کی طرح پاک صاف کر کے صداقت کے زریں حروف سے مضمون نگاری کرے وہ شخص راستی کے منزل مقصود پر ہرگز نہیں پہنچ سکتا - جو کہ اندھا دھند شتر بے مہار کی طرح جدھر منہہ آیا چل پڑا بلکہ وہی اپنے اس مدعا میں کامیاب ہوتا ہے - جو بہت سی تحقیقات اور چھان بین کے بعد راہ راست کو اختیار کرتا ہے مجھے تعجب آتا ہے - کہ بہت سے ایسے لوگ بھی موجود ہیں - جنکو ہم لکیر کے فقیر کے عالی خطاب سے ممتاز کر سکتے ہیں - یعنے جب کسی راہگیر کو کسی رستہ پر چلتا ہوا دیکھتے ہیں تو جھٹ پٹ بلا سوچے سمجھے کانوں میں تیل ڈالکر اور آنکھوں پر پٹی باندھ کر اُس کے پیچھے ہو لیتے ہیں - اور جب اُن سے دریافت کیا جاتا ہے کہ ارے بھائی ذرا سوچو سمجھو شاید یہہ رستہ خطرناک ہو - اور تم کو منزل مقصود پر پہنچنا تو درکنار اُلٹا تکلیف اُٹھانی پڑے تو وہ صاحبان طیش و غضب میں آکر یہی جواب دیتے ہیں - کہ وہ راہگیر جس کے پیچھے ہم لگے ہوئے ہیں - اگر وہ ٹھوکر کھا کر رستے میں گر پڑا تو ہم بھی اُس کے ہمرکاب ہیں ان عقل کے اندھوں سے کوئی نہیں پوچھتا - کہ خداوند تعالیٰ نے انسان کو تمام اعضاء اور فہم و فراست اس لئے دئے ہیں - کہ اِن کو ٹھیک طور سے استعمال کرے ورنہ اُس کو حیوان سے کسی طرح کی فضیلت نہیں ہے - اگر خداوند یہہ چاہتا کہ صرف چند کو ذی ہوش بنا کر باقیوں کو حکم کیا جاوے کہ وہ اُن کے پیچھے پیچھے چلیں تو کیا ضرورت تھی - کہ ہر ایک انسان کو عقل عطا فرماتے - اس میں ہرگز کلام نہیں کہ چند شخص اس دنیا میں آئے اور اُنہوں نے دعویٰ کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بھیڑوں (نوع انسان) کی گلّہ بانی کے فن میں خوب ماہر ہیں - اب ہمیں جو اللہ تعالیٰ کی بھیڑیں ہیں - یہہ سوچنا چاہئے کہ اُن مدعیوں میں سے ہمارا کون خیر خواہ ہے - اور کون ہم کو زیادہ عزیز رکھتا ہے - جب ہمنے یہہ دریافت کر لیا - اور اس امر کی حقیقت سے آگاہ ہو گئے - تو ہمکو تہہ دل سے قبول کر لینا چاہئے - کہ خداوند تعالیٰ کا فرستادہ گلہ بان وہی ہو سکتا ہے - جو کہ بھیڑوں کی بہتری کو اپنی عزیز زندگی سے بھی مقدم خیال کرتا ہے - اور ہر طرح سے اُن کی پرورش میں مشغول رہتا ہے - نہ کہ اُلٹا چھری لیکر اُن کا گلہ کاٹنے کے واسطے تیار ہو جاتا ہے -

چنانچہ قرآن میں لکھا ہے - یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنَافِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ - ترجمہ اے نبی کافروں سے لڑ اور اُن کو تنگ کر - چنانچہ حضرت محمد کے پیرؤں نے اس آیت پر عمل کر کے ہزارہا بندگان خدا کے خون ناحق دریا کی طرح بہا دیئے اور اُن سنگدلوں کو ذرا بھی ترس نہ آیا - کہ ہم کیوں ان بیگناہوں کو تہہ تیغ کر رہے ہیں - سچ پوچھے تو ہم اُن کے ذمہ کسی قسم کا قصور عاید نہیں کر سکتے کیونکہ وہ تو اپنے ہادی کے قدم بقدم چلے ہواہ رے خوب اگر ایسے گلہ بان ہیں تو یہہ تو چند ہی روز میں بھیڑوں کی بیخ ماردینگے +

برعکس اس کے ہم انجیل مقدس میں پڑھتے ہیں - کہ جب حضرت عیسیٰ مصلوب ہونے لگے - تو اُنہوں نے صلیب پر چڑھ کر اپنے دشمنوں کیواسطے بھی دعا مانگی - اور فرمایا - (اے قادر مطلق باپ اُن کو معاف کر - کیونکہ یہہ جو کچھ کرتے ہیں نہیں جانتے) بھلا اب غور کا مقام ہے کہ ایک طرف تو تلوار چمک رہی ہے - اور خون کے دریا بہہ رہے ہیں اور دوسری طرف اُن بدخواہوں کے واسطے بھی جو کہ گلہ بان کو مصلوب کرنے کے واسطے تیار ہیں دل سے خداوند تعالیٰ کی ذات عالا صفات میں دعائیں ہو رہی ہیں اور گلہ بان جان دینے کے واسطے تیار ہے - لیکن بھیڑوں کی جان کو معرض خطرہ میں نہیں ڈالتا - اور چاہتا ہے - کہ خواہ مجھپر مصیبتوں کا سمندر اولٹ پڑے لیکن میری بھیڑوں کے جان کے لالے نہ پڑیں - (سبحان اللہ اگر گلہ بان ہوں تو ایسے ہوں اگر رہبر ہوں تو ایسے ہوں) قرآن میں ایک اور جگہہ لکھا ہے -

یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ -

ترجمہ - اے نبی شوق دلا مسلمانوں کو قتل کرنے کا +

مسلمانوں کا خدا بھی تو عجب سنگدل خدا ہے - کہ قرآن میں محمد صاحب کو حکم دیتا ہے - (قتل کا شوق دلا) ہمارے خیال میں بہتر ہوتا کہ اگر خداوند تعالیٰ محمد صاحب کو قرآن میں ارشاد فرماتے - لوگوں سے پیار کر - اور اُن کو دلایل سے سمجھا - اور اُن پر ظلم مت کر کیونکہ میں ظلم کو پسند نہیں کرتا مگر اُنہوں

نے تو فرما دیا۔ کہ اے نبی مسلمانوں کو شوق دلا۔ تاکہ وہ ماریں کوٹیں بھلا خداوند تعالیٰ بھی جو ہم کو بہت پیار کرتا ہے۔ اور ہم خواہ کتنے ہی بداعمال کیوں نہ رکھتے ہوں۔ تو وہ تب بھی ہمیں کھانے پینے کو دیتا ہے۔ ایسے بیجا حکم صادر کرے؟ نہیں ہرگز نہیں +

برعکس اس کے ہمیں انجیل صاف طور سے بتلاتی ہے۔ کہ اگر کوئی شخص تمہارے رخسارے پر تھپڑ مارے۔ تو تو دوسرا بھی پھیر دے +

یعنے اگر کوئی شخص تجھے بلاوجہ مارے۔ تو تب بھی تو اُس کی خواہش کو پورا کر اور اُس کے دل کو راضی رکھ +

بھلا اب ہم انصاف کی نگاہ سے دیکھیں اور سوچیں بچاریں کہ آیا خداوند تعالیٰ حلیمی سکھاتا ہے۔ یا سنگدلی ؟ اگر حلیمی تو انجیل مقدس کی ہر ایک آیت سے فروتنی ٹپک رہی ہے۔ اگر سنگدلی تو قتل کرنے کے حکم سے صاف ظاہر ہے +

غرضیکہ ہم قرآن شریف اور انجیل مقدس میں ایسی ایسی بہت آیتیں پاتے ہیں۔ جن میں سیکڑوں کا نہیں بلکہ ہزارہا کوس کا فرق ہے۔ نمونہ کے طور پر آپ صرف بہشت کے بیان کو لے لیں۔ قرآن تو کہتا ہے کہ تمکو بہشت ملیگا جس میں خوبصورت غلمان ہونگے۔ شراب اور شہد کی نہریں چلتی ہونگی اور ہر ایک بہشتی کو حوریں ملیں گی جن کا رنگ سفید اور زلفیں سیاہ ہونگی۔ یعنے خداوند تعالیٰ نفسانی بہشت کا وعدہ کرتا ہے۔ اور برخلاف اِس کے ہم انجیل مقدس میں دیکھتے ہیں۔ کہ وہاں روحانی بہشت کا ذکر ہے۔ جس سے روح کو آرام ملتا ہے۔ نہ کہ جسم کو یعنے وہاں کوئی شادی نہیں کرے گا وغیرہ۔

عجب بات ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نفسانی چیزوں کو اس قدر پسند کرتا ہے۔ اور روحانی آرام کا ذرا بھی خیال نہیں کرتا۔ اگر بہشت واقعی ایسا ہے جیسا کہ قرآن میں بیان کیا گیا ہے۔ تو ایسے عیش و عشرت کے اسباب تو ہمیں اس دُنیا میں بھی مل سکتے ہیں۔ پھر بہشت کی اِس دُنیا سے کیا فضیلت ؟ اب میں قرآن اور انجیل مقدس کی آیتوں کو چھوڑ کر محمد صاحب اور حضرت عیسیٰ کی زندگی کا مقابلہ کرتا ہوں +

اگر انسان ایک لمحہ کے واسطے ہی حضرت عیسیٰ کی عجیب وغریب پیدائش کا خیال کرے۔ تو اُس کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ پیغمبر برحق اور فی الحقیقت ہی خداوند تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ یہانتک تو مسلمان بھی مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا روح کنواری مریم میں ڈالا۔ چنانچہ قرآن میں ہے۔ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِن رُّوحِنَا ۔ ترجمہ مریم عمران کی بیٹی نے پاکدامنی رکھی اور ہم نے اپنا روح اُس میں ڈالا + رُوح سے مُراد وہی رُوح القدس ہے۔ اب وہ کہتے ہیں۔ کہ بیٹا کسطرح ہوا۔ میں اُن کو ایک آسان مثال سے سمجھاتا ہوں جیسا کہ ہم سورج کی روشنی کے سامنے ایک شیشہ رکھتے ہیں تو سورج کا عکس ایک اور جگہہ پر پڑتا ہے۔ تو اُسوقت ہم یہہ نہیں کہہ سکتے کہ عکس اور روشنی اور سورج تین مختلف چیزیں ہیں۔ بلکہ تینوں ایک ہی چیز ہیں۔ اسیطرح یسوع مسیح خداوند کا بیٹا اور روح القدس اور خداوند تعالیٰ ایک ہی ہیں۔ اُن میں ذرا بھی فرق نہیں۔ شاید مسلمان بھائی یہہ اعتراض کرینگے۔ کہ خداوند تعالیٰ تو ہر ایک میں رُوح ڈالتا ہے اور بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو اِس کا جواب بالکل آسان ہے۔ جیسا کہ سورج کی روشنی کا عکس داغدار شیشہ میں سے نہیں پڑ سکتا اگر پڑتا بھی ہے۔ تو ایسی درستی سے نہیں جیسا کہ ایک پاک صاف شفاف شیشے میں سے پڑتا ہے۔ میرا اس نظیر سے یہہ مطلب ہے۔ کہ بی بی مریم جو کہ بالکل پاکدامن اور عصمت پناہ تھی۔ اور شادی شدہ نہیں تھی۔ بطور ایک شیشہ کے تھی اور اُس میں سے روح القدس کی روشنی ٹھیک طور سے کام کرسکتی تھی۔ حالانکہ اُن شیشوں سے جو کہ صاف شفاف نہیں ہیں عکس نہیں پڑسکتا۔ میرا مطلب یہہ ہے۔ کہ ہر ایک شادی شدہ عورت جہان کی آلودگیوں میں لتھڑی ہوئی ہے اِس لئے اِن تاریک شیشوں میں سے روح القدس کی روشنی کا منعکس ہونا بالکل محال ہے +

پہلے تو ہم یہہ سکتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ کنواری اور پاکدامن مریم کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اور خداوند تعالیٰ نے اپنی روح اُس میں ڈالا۔ مگر محمد صاحب کی پیدائش سے تو صاف ظاہر ہے کہ اُس کے ماں اور باپ نے نفسانی خواہش مٹائی اور محمد صاحب پیدا ہوا +

دونوں کی پیدائش کا حال تو ظاہر من الشمس ہوگیا۔ آگے چل کر دیکھئے۔ محمد صاحب کو تقریباً چالیس برس تک تو اِس بات کا خواب وخیال بھی نہیں تھا کہ وہ پیغمبر ہیں بعد ازاں پیغمبری کا طرہ حاصل کیا + اور شاید اِس عرصہ میں گناہ بھی کئے ہونگے جیسا سورۂ فتح کے ۱ رکوع کی نسبت تفسیر رؤفی میں لکھا ہے:-

سورۃ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا

ترجمہ ہم نے فیصلہ کردیا تیرے واسطے صریح فیصلہ تا معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہوئے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے اور پورا کرے تجھ پر احسان اپنا اور چلاوے تجھ کو راہ سیدھی تفسیر رؤفی میں لکھا ہے۔ کہ یہاں اُن گناہوں سے مراد ہے۔ جو کہ وحی کے نازل ہونے سے پیشتر سرزد ہوئے اور وے گناہ جو بعد ختم ہونے وحی کے تابہ موت تک وقوع میں آئے۔ اِس تفسیر سے صاف ظاہر ہے۔ کہ سوائے حالت وحی کے محمد صاحب گناہوں میں مبتلا رہے +

برعکس اِس کے حضرت عیسیٰ لڑکپن سے لیکر آسمان پر اپنے باپ قادر مطلق کے پاس جانے تک بالکل عصمت میں رہے محمد صاحب نے نفسانی خواہش مٹانے کیواسطے نو یا دس نکاح کیا لیکن مگر حضرت عیسیٰ دُنیاوی آلودگیوں سے بالکل پاک صاف رہے +

راقم ایک حق کا طالب۔ امیر شاہ متعلم۔ بورڈ سکول۔ ملتان

یادِ محبوب

ہو اُتر کی ہوا جاگ ۔ اور دکن کی ہوا چل ۔ میرے باغ پر بہہ ۔ کہ اُس کی باس مہکے ۔ میرا محبوب اپنے باغیچہ میں آوے ۔ اور اُس کے لذیذ میوے کھاوے ٭

کسی دور اُفتادہ مسافر اور غریب الوطن سے پوچھو کہ بھائی تو کیا چاہتا ۔ اور تو کیوں ایسا غمزدہ ہے ۔ آہ سرد بھر کر وہ کیا کہیگا ۔ کہ ہائے وطن ہائے میرے عزیز ۔ کسی عاشق سے بحالت فراق اُس کے دل کا حال دریافت کرو ۔ اور اُس کے معشوق کا اُس کے سامنے نام لو ۔ اپنے معشوق کی یاد سے اُس کا دل کیسا تڑپیگا ۔ اور فراق کے باعث بیتاب ہوگا ۔ مگر وصال کے تصوّر سے کیسی کیسی خوشی اور اُمنگیں اُس کے اندر پیدا ہونگی ۔ جنگل سُنسان ۔ دکھ و مصیبت کی حالت میں محبوب کی یاد اور وصال کا خیال کیسا تسلی بخش ہوگا ۔ کہ اپنے دکھ کو مطلق خیال میں نہ لائیگا ۔ عاشق کسی وقت بھی اپنے محبوب کی یاد کو بھلا سکتا ہے ؟ یعقوب کسی لمحہ بھی اپنے عزیز فرزند یوسف کو بھولا تھا ؟ کیا یوسف کی یاد اور اُس کے وصال کا خیال اُس کی زندگی کو تازہ نہ کرتا تھا ؟ بس ہے کہ میرا بیٹا یوسف جیتا ہے ‘‘

کیا اس وقت مسیحی کلیسیا اِس دنیا کے سُنسان بیابان میں دکھوں اور مصیبتوں میں آوارہ نہیں پھر رہی ؟ اِس وقت کہاں تک اُس کو اپنے محبوب خداوند یسوع مسیح ۔ زبان پہ بارِ خدایا یہہ کس کا نام آیا ۔ کہ میرے نطق نے بوسے مری زبان کے لئے ۔ خیال ہے آنکھیں آسمان کی طرف لگ رہی ہیں ۔ کہ وہ کب بادلوں پر آتا ہے ۔ تاہم اُن میں کسقدر نادان گنواریاں بھی ہیں ۔ جو اُس کی یاد میں غفلت کر رہی ہیں ۔ اُس کے وعدوں کو اُس کی کلام کی تلاوت کو اور اُس کی محبت کو بھول بیٹھی ہیں ۔ گویا کہ وہ اپنے وعدوں میں سستی کرتا ہے ۔ اگرچہ اُس کا پاک کلام جو ہمارے محبوب کا کلام اور اُس کی تصویر ہے ۔ ہمارے پاس موجود ہے ۔ اور اُس کی یاد کے واسطے کافی ہے ۔ مگر ۔ ؎

خوشتر آن باشد کہ سرّ دلبراں ٭ گفتہ آید در حدیث دیگراں

اِسی کے مطابق ایسی ہی محبوب ہے ۔ کیا پیارا نام ہے ۔ یادِ محبوب !!! ۔

اے پیارے مسیح کے عاشقو ۔ آپ نے اس کتاب کو دیکھا ہے ۔ کیسی میٹھی کتاب ہے کیسے شیریں الفاظ ہیں ۔ یہ تو انگریزی کتاب کا ترجمہ ۔ مگر مترجم صاحب مسٹر موہن لال رلیا رام نے واقعی اس روحانی دوآتشہ کو ہندوستانی بلّور کے شیشہ میں بڑی خوبی سے بھر دیا ہے ۔ عاشقانِ مسیح کے واسطے یہہ مذبح کی آگ کا کام دینے والی ہے ۔ عجیب مناجاتیں اور دعائیں ہیں ۔ کیسے شیریں وعدے محبوب کے اس میں بھرے ہیں ۔ صبح اور شام کے الگ الگ تاریخ وار یاد ہے ۔ جو دونوں وقت محبوب کی یاد آکے گدگداتی ہے ۔ دل میں کیسی خوشی اور تسلی بھرتی ہے ۔ سوتے ہوئے دل بھی جاگ اُٹھتے اور زبان حال و قال سے پکار اُٹھتے ہیں ۔ ’’میں سوتی ہوں پر میرا دل جاگتا ہے ۔ میرے محبوب کی آواز ہے ۔ جو کہ دروازے پر کھٹکھٹاتا ہے ۔ میرے لئے کھول‘‘ عزیزو خداوند آتا ہے سنو ۔ ’’وہ میرے محبوب کی آواز ۔ دیکھ وہ پہاڑوں پر سے کودتے اور ٹیلوں پر سے پھاندتے ہوئے آتا ہے‘‘

اور مسیح کے عاشقو اُس کی یاد کا وقت ہے ۔ اگر اُس کو بھولوگے تو آپ نہیں کہہ سکینگے ۔ کہ ’’میرا محبوب میرا ہے اور میں اُس کی ہوں‘‘ ۔ میری التماس ہے سب سچے مسیح کے عاشقوں کی خدمت میں کہ لاہور بک سوسائٹی سے یہہ کتاب منگواکر ضرور اُس کو اپنا ورد کریں ٭

واعظ

+ + + + +

خطاکاروں کی راہ کٹھن ہے

(امثال ۱۳ : ۱۵)

جو سچائی اِس آیت میں بھری ہوئی ہے وہ قابل غور ہے ۔ جو گناہ اکثر جوانوں سے سرزد ہوتے ہیں اور جس کا بدلا وے اِسی دُنیا میں پاتے ہیں یعنے اُن کے کردار کا بدلہ اُن کے پیچھے پیچھے آتا ہے ۔ گناہ کبھی اچھے پھل نہیں دیتا ۔ بدچلنی صرف گناہ ہی نہیں بلکہ بڑی غلطی ہے ۔ گنہگار جب گناہ کرتا ہے تو اُسے یہہ اُمید ہوتی ہے کہ مجھے آرام ملیگا مگر برعکس اس کے وہ دکھ پاتا ہے ۔ اِس چھ ہزار برس کے عرصہ میں ایک شخص بھی ایسا نظر نہیں آیا کہ جس نے گناہ کر کے سُکھ پایا ہو ۔ ہم ہر ایک گنہگار کی حالت دیکھتے ہیں کہ وہ مفلس ہوا اور دُکھی بھی ہوا ۔ گناہ کے معنی دُکھ ۔ بے چینی ۔ وہ دکھ اُسی وقت ظاہر ہوتا ہے یا کچھ عرصہ بعد ۔ ہم کوئی گناہ نہیں کر سکتے مگر ناش ہونے کے لئے ۔ عام طور پر یہہ سچائی درست معلوم ہوتی ہے ۔ جبکہ لوگ اس سے اغماض کرتے ہیں ایسے تھوڑے لوگ ہیں جو یہہ سمجھتے ہیں کہ خدا ہمارے سارے کاموں کا کہ جو غلطیاں ہم نے کی ہیں انصاف کرے گا ۔ مگر خاصکر یہی سچائی نہیں جو ہماری نظر ہے ۔ یہہ دانشمند آدمی جو آیت ہمارے سامنے رکھتا ہے اس کا خیال گناہ کے اُس درجہ کی بابت ہے کہ جس کا بدلا انسان کو اسی دُنیا میں ملتا ہے ٭

ایک جوان جو سچائی کی راہ سے ذرا چوکتا ہے اگرچہ وہ بہت دیر تک اُس راہ پر نہیں چلا تو بھی اُس غلطی کی بابت اُسے پشیمان ہونا پڑتا ہے ۔ اور وہ اس کی تلخی سے بیزار ہو کر واویلا کرتا ہے ۔ جبکہ وہ بدچلنی کی راہ پر چلنے لگتا ہے اِس وقت وہ راہ اُسے آرام کی نرم اور پھولوں سے لدی ہوئی اور بہت ہی مرغوب اور دلپسند معلوم ہوتی ہے ۔ مگر آخر وہ

نکلی بہت سخت اور پتھروں کی اور بیہڑ۔ اور ہم خدا کے کلام میں دیکھتے ہیں پاکیزگی کی راہ۔ سچائی کی راہ۔ عدل کی راہ۔ نیکوکاروں کی راہ۔ یہہ سب مختلف نام اُسی ایک راستے کے ہیں جو راستہ خدا کی طرف جاتا اور ہمیشہ کی زندگی کیطرف لیجاتا ہے + اُس سے علیحدہ ہوتے ہی بہت سے راستے ملتے ہیں جو ہلاکت کیطرف لیجاتے ہیں۔ اِن میں بہت سی راہیں امتحان میں ڈالنے والی اور دل کو لبھانے والی ہیں۔ جب ہم ویسی سڑکوں پر نظر ڈالتے ہو تو وہ تمہیں نہایت خوشنما اور خوبصورت اور مرغوب معلوم ہوتی ہیں اور تم جانتے ہو کہ یہہ جگہہ گلستان اور بہار بے خزاں ہے مگر جونہیں تم اُس میں چلنے لگتے ہو وہ بھانیوالا خیال تمہارے دل سے بالکل نکل جاتا ہے +

پھر وہ پھولوں کی جگہہ خار اور فرش کی جگہہ نیچے اونچے پتھر اور اُس وقت تمہارے سوجے ہوئے پاؤں اور تمہاری انسانیت کی حالت! تم سے قبول کرائی ہے کہ یہہ راہ بہت کٹھن ہے۔ نہ وہ صرف نقصان کی طرف لیجاتی ہے۔ بلکہ اُس کا آخر تاریکی اور نااُمیدی کی نااُمیدی ہے۔ وہ رستہ ہی خود اسبات کا ثبوت پہنچاتا ہے کہ وہ کیسی تکلیف کا ہے۔ قبول کرتا ہوں کہ پہلے ہی قدم میں ایسا معلوم نہیں ہوتا ورنہ تمہیں اُس راہ پر چلنے کی ایسی ہوس نہ ہوتی جو لوگ دُنیا کے رستے پر چلتے ہیں اُنہیں وہ راہ بڑی مرغوب اور دل پسند معلوم ہوتی ہے۔ اور وہ نیکی کی راہ کو بہت بُرا جانتے ہیں اور خدا کے لئے ایک راہ پر ہونا اور اپنے کو بُری صحبتوں سے الگ کرنا اور ہر طرح کی بُرائیوں سے اپنی اصلاح کرنا یہہ ساری باتیں اُنہیں غیر ممکن معلوم ہوتی ہیں +

ہم دوسری طرف دیکھتے ہیں کہ جوادنی نفسانی خواہشیں اور من مانی مُراد حاصل کرنا اور اپنی طبعی بُری خواہشیں کہ جو شیطانی راہ میں! آہ یہہ تو بہت آسان ہیں یہہ فطرتی ہیں اور یہہ دعوت دینے والی خصلتیں ہیں۔ اور تم تمیز کو دبا تے ہو اور آزادی سے اپنے دل کا امتحان کرتے ہو۔ اور تو بھی اِن راہوں میں تم تھوڑی دور بھی نہیں چلے کہ نتیجہ تمہارے سامنے آتا ہے۔ نیکوں کی راہ ہر ایک روز نرم اور مبارک اور خوشنما ہوتی جاتی ہے۔ لیکن گنہگاروں کی راہ روز بروز بیہڑ اور مشکل اور دشوار ہوتی جاتی ہے۔ افسوس کہ اِس راہ میں کتنے غمگین دل بھٹکتے ہیں۔ آدمی جو بُری راہوں کی چمک دمک دیکھ کر بھول گئے تھے وہ ابھی سمجھتے ہیں کہ ہم بھٹک گئے۔ کبھی کبھی ہمیں ایسا خیال ہوتا ہے کہ اگر ہمارے پاس وہ ڈاکٹری آلہ یعنے سیتھاس سکوپ (stethoscope) ہوتا تو ہم آدمی کے باطن کا حال بھی دیکھ سکتے کہ وے لوگ جو اپنے گناہ کی کشمکش میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہزاروں اِس قسم کے تو ہیں کہ اگر جن کی کیفیت لکھی جائے تو ایک بڑی کتاب بنے۔ وے بچپن میں اپنے ماں باپ کے بڑے پیارے تھے مگر بُری صحبتوں میں پڑکر بالکل خراب ہو گئے۔ دولت گئی طاقت گئی عزت گئی۔ اُمید گئی۔ حوصلہ گیا۔ اب وہ تصویر ہیں بربادی اور افسوس کی۔ اب وہ کسی کام کے لایق نہیں مگر اِس کام کے لایق ہیں کہ انکو لوگوں کی عبرت کیلئے سامنے کھڑا کر کے اشتہار دیں اِنکی ساری کیفیت ہے۔ اور وہ کھڑے ہو کر یہہ صدا پکارتے ہیں کہ خطاکاروں کی راہ بہت کٹھن ہے +

ایک پادری صاحب فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایسے لوگوں کی بہت سی چٹھیاں آئیں جو دُکھ کی بھری ہوئی تھیں۔ اور میں ایک ایک کو پڑھتا اور تہہ کرکے رکھ دیتا کہ خطاکاروں کی راہ کٹھن ہے ایسی ہزاروں باتیں اِس شہر میں ہوتی ہیں جو روشنی میں نہیں آتیں مگر انکا آخر کہاں ہوتا ہے کسی اندھیری کوٹھری میں یا کچہری میں یا کسی مسافر خانہ یا دھرم شالہ میں یا کسی گلی کوچے میں یا کسی آوارہ گاہ میں یا کسی غریبوں کے ہسپتال میں یا کسی چوہروں کے گھورہ میں +

خدا کا کلام سنانے والے تمہیں بُرائی سے روکنے کیلئے اُنہی کی تکلیفیں اور دوزخ کا حال بتاتے ہیں کہ جب تمہیں حشر ہوگا تو خدا کے دربار کے سامنے جانیکے لئے کہ جو کچھ اِس جسم میں ہو کر تم نے کیا ہے حساب دینا ہوگا اور وہ ہمیشہ کی زندگی کا دُکھ تمہارے سامنے رکھا جاتا ہے۔ مگر اِسوقت میں یہہ بات تمہارے دل میں بٹھانی چاہتا ہوں کہ جو جسم میں ہو کر زندگی بسر کر رہے ہیں کہ ایکدن حساب کا ہے وہ یہیں ہے۔ عدل کا ایکدن ہے اور قہر کی سلطنت ایکدن ہے۔ ایک انصاف کا دن کانشنس میں نہیں تو تمہاری نبض میں اگر نبض میں نہیں تو تمہاری نسوں میں اگر نسوں میں نہیں تو تمہارے کلیجے میں اگر کلیجے میں نہیں تو تمہارے بھیجے میں ہے +

راقم جے۔ بی۔ ایل۔ ازمبئی +

مسیحی اتفاقات ورائیں

اُنیسویں صدی کے خطابات

ہمارے ناظرین باتمکین کو بخوبی یاد ہوگا کہ کسیوقت ہم انیسویں صدی کے خطابات کی نسبت وعدہ مفصل حالات کرچکے ہیں آج حسب وعدہ تھوڑی دیر کے لئے تکلیف دیتے ہیں۔ جیسا کچھ بے تمیزی کا طوفان برپا ہے شاید کسی صدی میں ہوگا + اوّل لفظ بابو زبان بنگالی کا ہے جس کو چوہڑے اور چماروں نے اپنے نام کے قبل لگاکے ایسا بے وقعت کردیا ہے کہ فی الحال ملک آسام و شرقی بنگالہ میں اہلیان بنگال نے کانفرنس کرکے اِس لفظ کو اپنے درمیان سے اُٹھا دینا پسند کیا ہے اور اسکی بالعوض ایک اور لفظ جاری کیا ہے جو علاوہ بنگالیوں کے دوسروں کو نہ بتایا جائیگا۔ دوئم لفظ منشی کا کے معنی ہیں انشا کا جاننے والا۔ اِس لفظ کی فی زمانہ ایسی مٹی خراب کی ہے کہ خدا دشمن کی بھی نہ کرے۔ دو لفظ میجر

لکھنے کی لیاقت نہیں رکھتے ہیں وہ بھی منشی کی دُم قبل یا مابعد نام کے لگا لیتے ہیں۔ تواریخ ہند شاہد ہے کہ یہہ لفظ حرف انہیں اصحاب کے لئے تھا جو کہ علم فارسی میں کمالیت رکھتے تھے۔ نہ کہ صرف گلستان بوستان جاننے والوں کے لئے۔ سوم لفظ مولوی یہہ صرف اُنہیں کا حق تھا جو کہ علم عربی سے بخوبی واقفیت رکھتے تھے نہ کہ صرف قاعدہ جاننے والوں کے لئے۔ ہمکو یاد ہے کہ جس وقت ہم محمڈن کالج میں تعلیم پاتے تھے اُسوقت ایک صاحب زبان عربی کے پروفیسر ہے کہا کرتے تھے کہ بچو یاد رکھو ایک زمانہ ایسا آئیگا جب کہ گراسکٹ لوگ بھی اپنے ناموں میں مولویت کا دُم لگا لینگے۔ واقعی ہماری آنکھیں وہ سب دیکھ رہی ہیں۔ چہارم لفظ مسٹر یہہ لفظ تو ایسا فالتو ہو گیا ہے کہ کچھ پوچھئے مت کہ آدمی عیسائی ہوا فوراً اُس کے آگے یا پیچھے لگا دینگے۔ اب وہ چار باتیں ہم اپنے انڈین کرسچن سے کہا چاہتے ہیں کہ حضرات آپ روشنی کے فرزند کہلاتے ہیں پھر اپنے درمیان ایسی باتوں کو کیوں جاری رکھتے ہیں۔ جس سے کہ غیر اقوام آپ پر الزام لگا سکیں۔ آج کل شہر اجمیر کے گلی و کوچہ میں یہہ شور ہو رہا ہے کہ عیسائی لوگ مہتروں و دیگر اقوام رذیل کو عیسائی کرکے مذکورہ بالا خطابوں میں سے ایک نہ ایک دے دیتے ہیں۔ پس بہتر ہے کہ ان چاروں پر لاحول پڑھا جاوے۔ مسٹر پی۔ کے۔ سرکار صاحب ہیڈ ماسٹر مشن ہائی سکول اجمیر نے برسر اجلاس آئی سی ایسوسی ایشن کے منڈوے میں کہا کہ ہمارے مشنری صاحبان کی سخت غلطی ہے کہ نو مریدوں کو ایک دم موٹڈا دینے لگتے ہیں اور ایسے خطابات جن کے کہ وہ ہرگز لایق نہیں ہیں۔ اور شرفا کے لئے مسیحی مذہب میں داخل ہونے کے لئے یہہ ایک بڑی بھاری ٹھوکر ہے۔ ہماری صلاح یہہ ہے کہ انسان کسی مذہب میں داخل ہو اُس کو اُس مذہب کے موافق چلنا اور عقاید مذہبی پر عمل کرنا لازم ہے نہ کہ حدود دائرہ کے باہر نکل جانا اگر زندگی رہی تو پھر کسی وقت اس کی نسبت لکھینگے۔ راجپوت

پیام عصمت اجمیر

پربھو یا سنسار میں بھانت بھانت کو لوگ کو
سب سے مل جل رہئے ندی ناؤ سنجوگ۔

حضرات ہمارا ملک جہاں ایک پہلو میں نفاق کے لئے کمربستہ اور دست بستہ اہل ہند کی خدمت میں حاضر رہتا ہے اُس کے بیان کرنے کیلئے صفحۂ قرطاس میں جگہ نہیں لیکن دوسرے پہلو میں مغربی تعلیمات کی بدولت اتحاد اور تہذیب میں غوطہ لگانے کی کوشش کر رہا ہے وہ سب آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اسوقت ہماری میز پر عنوان بالا رسالہ بغرض ریویو پڑا ہوا مسکرا رہا ہے۔ اِس رسالہ کے مصنف منشی محمد سید عصمت علی صاحب۔ شوز خوشنویس راجپوتانہ گزٹ" اجمیر ہیں۔ منشی صاحب ایک نوجوان تعلیم یافتہ و تہذیب یافتہ جنٹلمین ہیں۔ آپ کی خوش خلاقی و نیک چلنی نے آپکو ہر دلعزیز بنا رکھا ہے۔ اِن تمام خوبیوں پر طرہ یہہ سمجھئے کہ جہاں آپکا ایک جانب عالم شباب جوش مار رہا ہے وہاں دوسری جانب آپ مشرقی شاعری پر لاحول پڑھ کے مغربی شاعری کی جانب کوشش کر رہے ہیں نہ صرف اتنے ہی پر اکتفا کیا بلکہ آپ کا کلام معرفت ہمارے راجپوتانہ میں مشہور ہے۔ آجکل آپنے بعد مدت مدید کی کوشش و جانفشانی کے رسالہ مذکورہ بالا شایع کیا ہے اِس کے پڑھنے اور دیکھنے ہی سے ساری خوبیاں معلوم ہو سکتی ہیں۔ یہہ ایسا رسالہ نہیں جو کہ اکثر لمیٹڈ کمپنی والے نفسانی آدمی درپردہ چھاپتے ہیں۔ بلکہ اس میں وہ خوبیاں کوٹ کوٹ کے بھری گئی ہیں جن کی اہل ہند کو اشد ضرورت ہے۔ واقعی مصنف موصوف کے خیالات ایسے ہی ہیں جیسے کہ تانبا کسنے کے لئے کسوٹی۔ اسکی نیو چھاور صرف ۱ ہے اور ناظرین " نورافشاں " سے صرف ۲ ہے۔ ہمیں اُمید واثق ہے کہ ہمارے ناظرین اس بیش بہا موقع کو ہاتھ سے نہ کھوینگے ؎ (راجپوت)

مجیٹھہ

ہم جناب ڈپٹی کمشنر صاحب امرتسر کے نہایت تہ دل سے شکرگذار ہیں کہ اُنہوں نے مجیٹھہ کے واسطے بہت ہی اچھا ڈاکٹر عنایت فرمایا ہے کہ جمیع اہل ہنود و اہل محمدی صاحبان دل سے صاحب موصوف کے مداح و شکرگذار ہیں اور سب غریب و غربا کو بہت اچھی طرح سے دوا ملتی ہے اور نیز ڈاکٹر صاحب بھی ہر دل عزیز ہیں اور بندہ کی دعا ہے کہ خداوند کریم ڈاکٹر صاحب کو ایسا ہی ہر دلعزیز رکھے آمین۔ دوم ہم جناب ڈاکٹر ملونی صاحب موصوف کے بھی دل سے شکرگذار ہیں کہ جنہوں نے بہت دیر بعد نظر شفقت کی ہے مجیٹھہ کی طرف اور اب سب کام بہت اچھی طرح سے ہوتا ہے کوئی شکایت اب کسی کی نہیں ہے خداوند اب دونوں صاحبانکو اسکا اجر بخشے آمین

رقمہ الدعا قیوم کے۔ بھایاہ انچارج مجیٹھہ ضلع امرتسر

ایک رائے

ڈاکٹر شایق کی تسلی کے واسطے بندہ نے یہہ رائے دی تھی اور دیتا ہے۔ کہ اگر بہتر ہوا اور بہتر ہوگا یعنے بندہ نے تو اپنے علاقہ میں جہاں تک ممکن تھا خبر دیدی ہے اور امید کہ اکثر اہل برادران نے کیا ہوگا لیکن ہمارے اہل برادران محمدی صاحبان کی آنکھوں میں وہ عربی پردہ پڑا ہے کہ وہ اتنا بھی کریں۔ بندہ کی ناقص الرائے میں یہہ آتا ہے کہ ڈاکٹر شایق یوں کریں کہ ہر ایک کلیسیا کے خادم الدین کے پاس ایک ایک یا دو دو درجن کتب ارسال فرما دیں اور وہ ہر ایک مولوی صاحبان وغیرہ کو تقسیم فرما دیں اور جو باقی بچ رہیں اُن کو فروخت کرکے قیمت ڈاکٹر صاحب کو یا جس صاحب کو وہ فرمائیں ارسال خدمت کی جاوی وغیرہ آئندہ جیسا ڈاکٹر شایق صاحب کی رائے مبارک میں و نیز اور صاحبان کی رائے شریف میں آوے

[illegible]

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

لنڈن۔ اکتوبر ۲۷۔ ڈچز آف ٹیک آج اتفاقاً مقام رچمنڈ میں فوت ہو گئیں +

شملہ۔ اکتوبر ۲۷۔ کل رات بنگال انفنٹری نمبر ۸ کے گارڈ پر جو ہری سنگھ کے برج پر پشاور سے چند میل کے فاصلہ پر تعینات تھا آفریدیوں نے حملہ کیا تین سپاہی زخمی ہوئے اور ایک نایک مقتول اور چار مارٹینی رفل بھی لے گئے +

شملہ اکتوبر ۲۷۔ سر بنڈن بلڈ مالاکنڈ سے تار دیتے ہیں کہ یہہ مقام اب بہت کچھ مضبوط ہو گیا ہے۔ پہلا میں جو آگے ۴ بٹالین سے محفوظ کی جا سکتی تھیں اب ۲ بٹالین اُن کی حفاظت کے لئے کافی ہے۔ یہہ اصلاح کرنل ریڈ نے کی ہے +

کلکتہ اکتوبر ۲۹۔ چٹاگانگ میں گرد باری ہوا کا طوفان سخت آیا۔ کوئی بھی مکان نہیں بچا سوائے اُن کے جنکی چھتیں پکی تھیں۔ بڑے بڑے درخت جڑ سے اکھڑ گئے ہیں۔ تمام جہازوں کو کسی نہ کسی قدر نقصان پہنچا ہے۔ ابتک کوئی صحیح خبر نہیں پہنچی ہے۔ شہر بالکل تباہ ہو گیا ہے اور کام کاج بند پڑا ہے +

پونا۔ اکتوبر ۲۸۔ وبا کے سبب سے بہت لوگ شہر کو چھوڑتے جاتے ہیں۔ چھاونی کے دوکاندار بھی بھاگنے کا خیال کر رہے ہیں +

شملہ اکتوبر ۲۹۔ جنرل لوکھارٹ تار دیتے ہیں کہ درہ سمپاگا آج ساڑھے گیارہ بجے قبضہ میں لایا گیا۔ حملہ جنرل گیسلی کے برگیڈ کی سربراہی سے کیا گیا دشمن اگرچہ مضبوطی سے مقیم تھے مگر وہ پہاڑی مقاموں سے بھاگ گئے ہماری فوج وادی مستورا میں آج رات رہیگی اور کل درہ ارہنگا پر حملہ کیا جاویگا میجر ڈیس بٹس رویل آرٹلری کے مارے گئے اور میجر سنورڈ بلڈ خفیف زخمی ہوئے +

شنواری اکتوبر ۲۹۔ آج شام ۵ بجے کے قریب توپوں اور بندوقوں کی آواز آتی رہی ہے جس سے ظاہر ہے کہ سمپاگا درہ کے آگے فوج جنگ کرتی ہے +

کیپ ٹون۔ اکتوبر ۳۱۔ باشندگان نے خلاف قاعدہ کے دول یورپ کے کرنل شیفر کو کریٹ کا گورنر مقرر کرنے پر اعتراض کیا ہے +

شملہ نومبر ۱۔ سر ولیم لوکھارٹ نے کل ارہنگا درہ کو خفیف نقصان کے بعد فتح کیا۔ دشمن توپوں کے ذریعہ اپنے اپنے سنگروں سے بھگائے گئے +

سکھ نمبر ۳۶ کے کپتان سیٖرل خفیف زخمی ہوئے۔ جنرل لوکہارٹ اب آفریدی تیراہ میں ہیں +

شملہ اکتوبر ۳۱۔ ۱۷ اکتوبر کو کابل میں آفریدی اور اورکزئی فرقوں کی نیابت امیر نے قبول کی +

برٹش اجنٹ کو امیر نے لکھا کہ یہہ فرقے اب ڈر گئے ہیں اور توبہ کرتے ہیں اور مجھ سے درخواست کرتے ہیں کہ سرکار انگلشیہ کے حضور میں اُن کا معافی نامہ پیش کروں اور معافی کی شرطوں کو معلوم کروں +

امیر نے اجنٹ سے دریافت کیا ہے کہ کیا کوئی خط و کتابت اس بارہ میں ہو سکتی ہے؟ اور اگر ان کو سزا دینے کے لئے احکام جاری ہو گئے ہیں تو اب اور کچھ کیا ہو سکتا ہے کیونکہ یہہ جو سزا ان کو دیجاوے اُس کے مستحق ہیں +

امیر نے اس خط میں اپنی دوستی کے اظہار میں بڑے زور سے لکھا ہے +

امیر نے وائسرائے کو ایک علیحدہ خط لکھا ہے۔ جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ملاں ہڈا کی گرفتاری کی کوشش کر رہا ہوں اور اگر میں کامیاب ہوا تو اُس کو افغانی سرحد سے نکال دونگا +

آفریدیوں کی نسبت امیر نے یقین دلایا ہے کہ اگر وہ میری سرحد کے اندر پناہ لینگے تو میں اُن کو کبھی بھی سرکاری عملداری میں دست اندازی نہ کرنے دونگا +

امیر کا اُس کے دوستانہ مراسلہ کی نسبت شکریہ ادا کیا گیا ہے اور جنرل لوکھارٹ کے اشتہار کی ایک نقل اُن کے پاس روانہ کی گئی ہے +

لندن۔ نومبر ۱۔ اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کا ایک کارسپانڈنٹ مقیمہ قاہرہ بیان کرتا ہے کہ ۲½ بٹالین مصری فوج کی اور توپخانہ کی ایک باٹری کو حکم ہوا ہے کہ اسی مہینہ میں کسالہ کو روانہ ہوں +

اخباروں کے کارسپانڈنٹ مقام بربر سے سواکم کی جانب روانہ ہوئے ہیں۔ اس راستہ پر کوئی یورپین ۱۸۸۳ء سے نہیں گذرا ہے +

لنڈن نومبر ۲۔ مارشل بلینکو نے ایک شرط عام کرنے والا اشتہار کیوبا کے باشندوں کے نام جاری کیا ہے جس میں اُس نے گذشتہ اصلوات اور آگے کو خود مختاری کا وعدہ دیا ہے +

جمرود نومبر ۱۔ کہتے ہیں کہ ایک لشکر وادی باربر کے سامنے جمع ہوا ہے تا کہ ہماری فوج کو باڑا کی طرف آگے بڑھنے سے روکے۔ اس کا شمار تقریباً ۲۰۰۰ کے ہے +

لنڈن نومبر ۲۔ اخبار ٹائمس کا قاہرہ کا کارسپانڈنٹ بیان کرتا ہے کہ مصری فوج اغلب ہے کہ کرسمس سے پہلے پہلے کسالہ کا قبضہ کریگی +

لنڈن نومبر ۲۔ اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کا کارسپانڈنٹ مقیمہ قاہرہ بیان کرتا ہے کہ سواکم سے کسالہ تک ۱۸۹۸ء میں ریل بن جائیگی +

مضامین مفید المبتدین

ماں کی محبت کا قصہ

سکاٹ لینڈ کے ملک میں پہاڑ بہت ہیں سو ایسا ہوا کہ ایک غریب بیوہ نے جو پہاڑن تھی اپنا گھر سویرے کے وقت چھوڑ کر ارادہ کیا کہ میں اپنے بھائی کے گھر جاؤں تاکہ وہ ہماری مدد کرے کیونکہ وہ ایسی غریب تھی کہ اُس کے پاس گھر کا کرایہ دینے کو بھی نہ تھا۔ سو وہ روانہ ہوئی اور ایک چھوٹا لڑکا جو صرف دو برس کا تھا اپنی پیٹھ پر سوار کر کے ساتھ لے گئی لیکن منزل دور تھی اور جب دس میل چلی تو ایک گھاٹ پر جو پہاڑ کے درمیان تھی پہنچ گئی صبح کے وقت جب گھر سے روانہ ہوئی تھی تو آسمان صاف اور کھلا تھا لیکن اب جب گھاٹ پر پہنچ گئی ایکبارگی طوفان آیا ہوا اُٹھی بادل گرجنے لگے آسمان کالا ہو گیا ہوا کے بعد مینہ ہوا اور مینہ کے بعد برف پڑی۔ وہ طوفان مئی کے مہینہ میں ہوا کیونکہ لوگ اب تک اُسے مئی کا بڑا طوفان کہتے ہیں۔ لیکن سردی کے دنوں میں اُس سے بھاری اور سخت طوفان کبھی نہیں ہوا۔ برف ایسی گری اور ہوا ایسی چلی کہ سب درز زمین اور سوراخ پہاڑ کے بھر گئے تھے۔ بھیگی کانپتی ہوئی بیوہ اور اُس کا لڑکا گھاٹ تک پہنچ گئے۔ اُس کو معلوم ہوا کہ ایک میل آگے تو جھونپڑی ہے جس میں وہ اور میرا بیٹا پناہ پا سکتے ہیں لیکن جس وقت جھونپڑی کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو ہوا ایسی شدت سے چلی اور برف کے پھوئے ایسے بہتایت سے اُٹھے کہ لاچار ہو کر آگے نہ جا سکی اور پھر جانا محال تھا۔ اب اگر لومڑی کی مانند یا جنگلی بلی کے گھر بھی نظر آتے تو نہایت خوشی کی بات ہوتی۔ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے ایک شگاف پہاڑ میں پایا۔ ہوا تھمی نہیں ہوا کم نہیں ہوئی برف زیادہ اور زیادہ ہوتی گئی۔ سردی حد سے زیادہ تھی اور شام ہو گئی بیوہ کے سارے خیال لڑکے کی طرف تھے اور بہت اُداس ہو کر سوچنے لگی کہ اپنے پیارے اور اکلوتے بیٹے کے بچانے کے لئے میں کیا کروں؟ اُس کو اپنی چادر میں لپیٹ لیا لیکن ہوا زیادہ تند چلنے لگی۔ بیوہ نہایت غریب تھی بہت کپڑے نہیں رکھتی تھی اور اس کو بھی بہت سردی لگی تو بھی بیٹے کو سردی سے بچانا چاہا۔ اپنے کپڑے قریب تمام اُتارے اور بیٹے کو اُس میں لپیٹا آخر کار ارادہ کیا کہ میں اپنے بیٹے کو شگاف میں جہاں کچھ سوکھی گھاس تھی رکھوں اور آپ گھر کو پھروں کہ اپنے بیٹے کے واسطے کسی پڑوسی سے مدد مانگوں۔ اپنے بیٹے کو چوما اور اُس کو سوتا ہوا چھوڑ کر اپنے گھر کی طرف پھر گئی +

جب رات گذر گئی تو فجر کے وقت سب چیزیں سنسان تھیں سورج گرمائی کے ساتھ نکلا پہاڑ کے اطراف سے پانی ہزاروں ندیوں میں بہتے تھے زمین پر برف بہت پڑی تھی ادھر اُدھر برف پر لوگ چلتے ہوئے نظر آتے تھے اُن کے ہاتھ میں لکڑیاں تھیں وہ گاؤں کے لوگ تھے جو بیوہ اور اُس کے بیٹے کو ڈھونڈھنے نکلے تھے وہ گھاٹ کو پہنچ گئے ایک نے آواز دی اُن کو بیوہ ملی لیکن وہ مری ہوئی تھی وہ برف کے نیچے چھپی ہوئی تھی لیکن ایک ٹکڑا کپڑا اُس کا نظر آیا اُسی سے جان گئے کہ یہاں بیوہ تھی۔ پھر ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے اُنہوں نے کئی گھنٹے بعد لڑکے کی آواز سنی اور اُس کو شگاف میں صحیح سلامت پایا۔ ماں کی محبت اُس وقت ظاہر ہوئی ماں غریب مری ہوئی ننگی تھی اور بیٹا ماں کے کپڑے میں لپٹا ہوا شگاف میں آرام سے لیٹا ہوا تھا۔ بہت لوگ ماں کی محبت دیکھ کے روئے اور پادری صاحب نے گاؤں کے لوگ اکٹھا کر کے دعا بھی مانگی اور اس واقعہ کی بابت وعظ کیا تاکہ اُس سے کچھ روحانی فائدہ لوگوں کے لئے نکالے پچاس برس گذر گئے اور وہ پادری صاحب بھی فوت ہو گئے اور اُس کا بیٹا جو پادری تھا ایک شہر میں پہاڑ کے لوگوں کو اُن کی زبان میں مسیح کی محبت کی بابت وعظ کرتا تھا اور اپنے مطلب کو ظاہر کرنے کے واسطے اُسنے اُس بیوہ کی محبت کا ذکر کیا اور کہا اگر وہ بیوہ کا لڑکا اب جیتا ہوتا اور اپنی ماں کو یاد نہ کرتا جس نے محبت کے زور سے اپنے تئیں ننگا کیا کہ اپنے بیٹے کی جان بچائے تو تم اُس کی سنگدلی کے حق میں کیا سمجھو گے؟ پھر تمہارے دل کیسے ہیں کہ تم مسیح کی محبت پر غور نہیں کرتے ہو جس نے اپنی جان تمہارے بچانے کے واسطے دی +

تھوڑے دنوں بعد وہ پادری صاحب بُلایا گیا کہ کسی بیمار کو جو مرنے پر تھا دیکھے وہ گیا بیمار نے اُسکا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ آپ مجھ کو نہیں پہچانتے ہو لیکن میں آپ کو جانتا ہوں اور آپ کے والد کو بھی جانتا تھا۔ میں نے تو ہر طرف دُنیا کا سفر کیا اور اپنے بادشاہ اور ملک کے واسطے بہت دفعہ لڑا اور خون بھی بہایا اور بیمار ہو کے تھوڑا عرصہ ہوا کہ اِس شہر میں آیا اور میرا جی چاہتا ہے کہ پھر اپنے وطن کے لوگوں کے ساتھ عبادت کروں اور ایکدفعہ اور انجیل کی بابت اُس زبان میں سنوں جو میں نے بچپن میں پہاڑ کے ملک میں سیکھی تھی اور میں نے آپکا قصہ بیوہ اور اُس کے بیٹے کی بابت سُنا تھا۔ اتنا کہنے سے بمشکل رونے سے باز آیا پھر کہا میں وہی بیٹا ہوں اور زار زار رویا پھر بولا میں اپنی ماں کی محبت کو نہیں بھولا اگرچہ میں نے اُس کو کبھی نہیں دیکھا تو بھی جو اُس نے میرے واسطے کیا مجھ کو یاد ہے اور اب میں صرف اتنا ہی چاہتا ہوں کہ اُس ہی قبرستان میں جہاں وہ پڑی ہے میری لاش بھی دفن ہو +

لیکن اے صاحب جو مجھ کو زیادہ رنج پہنچاتا ہے سو یہ ہے کہ میں نے اس وقت سے پیشتر اپنے بچانے والے کی محبت

کو جو اُس نے اپنی جان میرے واسطے دینے سے ثابت کی نہیں پہچانا میں تو خدا کا ہزار شکر کرتا ہوں کہ اُس قصہ نے مجھ کو قایل کیا کیونکہ جب میں نے وہ قصہ سُنا تب میں نے اپنے نجات دینے والے کی محبت اور اپنی ناشکری کو سمجھا۔ میری ماں کی دُعائیں جو میں نے سُنی ہیں کہ میرے واسطے مانگا کرتی تھی سُنی گئیں اور میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ اب میں نے ماں کی محبت کے وسیلے سے مسیح کی محبت کو پہچانا۔ کیا ہو سکتا ہو کہ کوئی عورت اپنے بچے کو بھول جائے اور اپنے رحم کے فرزند پر ترس نہ کھائے؟ ہاں وہ شاید بھول جائیں پر میں تجھے نہ بھولوں گا +

سلسلہ کیلئے دیکھو صفحہ اوّل

	جنگ روپیہ	جنگ آنہ	جنگ پائی	تعلیم روپیہ	تعلیم آنہ	تعلیم پائی
جرمنی۔	۶	۲	۹	۱	۸	۰
اٹالیہ۔	۴	۸	۶	۱	۰	۶
اسٹریا۔	۴	۱	۶	۱	۱۴	۰
روس۔	۲	۹	۶	۱	۹	۰
ریاستہائے متحدہ۔	۱	۲	۶	۴	۰	۹

انگلستان میں خرچہ جنگ اور تعلیم چھ اور ایک کی نسبت ہو اور رُوس میں سترہ اور ایک کی۔ ریاستہائے متحدہ میں ایک اور چار کی نسبت ہو۔ ہمارے خیال میں شاید انگلستان کے حساب میں ہندوستان محسوب نہیں کیا گیا ہو۔ اِس سے یہہ پایا جاتا ہو کہ اگر روس یہاں آجائے تو اُمید نہیں ہو کہ تعلیم میں ترقی ہو +

اِلتماس

اِس حادثہ حسرت انگیز اور حیرت خیز کے لکھنے سے دیندار مسیحیان کے دل پر صدمہ پہنچیگا۔ اے دیندار ممبران چرچ آف انگلینڈ آپ کے ایک عضو کو لڑائی میں گولی لگی۔ کرنیل سیمپ صاحب لڑائی پر گئے ہوئے تھے دشمن سنگدل کی گولی نے اُن کو بستر بیماری پر لٹایا ہوا ہو +

کرنل صاحب کانگڑہ مشن کے ایک بڑے معاون ہیں جو دعا اور روپیہ سے اِس مشن کی مدد کرتے ہیں۔ صاحب موصوف دیندار ایماندار اور تمام مسیحی خوبیوں میں نامی گرامی ہیں۔ جو نہ صرف مسیحیوں میں بلکہ غیر مذاہب والوں میں ہو + علاوہ بریں دیسی مسیحیان کی حتی المقدور بہتری میں ہیں شریک۔ اِس حادثہ غم آلود کو دیکھکر ہمیں افسوس ہو چاہئے کہ خداوند مسیح کے آگے سر بسجود ہوکر ان کی صحت یابی کیلئے دست دعا اٹھائیں اور بلاناغہ دعا میں مشغول ہو۔ ای سی۔ ایم۔ ایس جاگ اور دعا کر +

خداوند فرماتا ہو "مانگو کہ تمہیں دیا جائیگا" مسیح فرماتا ہو کہ "اگر تم میرے نام سے باپ سے کچھ مانگو گے تو وہ تمکو دیگا"

میرا مدعا اِس مضمون کو اخبار میں دینے کا یہہ ہو کہ سب دیندار برادران کرنیل صاحب کی شفا کے لئے ایک ہی وقت اِلتجا کریں بموجب "اگر دو یا تین میرے نام پر اکٹھے ہونگے تو میں ان میں ہوں" اگر تمام مسیحی رات کے ساڑھے نو بجے کرنیل صاحب ممدوح کی شفا کی اِلتجا کریں تو تمام کی دعائیں بخور کی طرح خداوند کے حضور جاوینگی اور منظور نظر ہونگی۔ خداوند مسٹر سیمپ کو تسلی بخشے + دعاگو جان ولیم۔ ولسن۔ کانگڑہ مشن

صدمہ جانکاہ

کیا قہقہہ ہو کہ عبرت کی جا ہی یہہ + عشرت سرا کبھی کبھی ماتم سرا ہی یہہ

ہم افسوس سے لکھتے ہیں کہ بھائی یعقوب خان جو عین جوانی میں ۹ روز کی بیماری کے بعد عارضہ نمونیا فوت ہوگئے۔ اولاد کا مرنا وہ صدمہ ہو کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہو کہ اُن کا چھوٹا بھائی دولت خان فوت ہوگیا تھا اب آپ چل بسے۔ آپکی عمر ۲۰ سال کی تھی نیک نام حسن خلق آپکی نیک چال چلن تھی اگرچہ آپ کی وفات ہمارے لئے ایک جانکاہ صدمہ ہو مگر ہمکو یقین ہو کہ آپ خداوند مسیح کی گود میں چھپکر خوشی منا رہے ہیں۔ گو آپکی وفات آپکے والدین کے جسم مبارک کو پژمردہ و دل کو افسردہ کرگئی ہو لیکن ہم اپنے خدائے ذوالجلال سے دست بدعا ہیں کہ آپکے پس ماندگان کو تسلی بخشے + المرقوم منشی حبیب خان لودیانہ

۴　　**ضرورت**　　۲

دو مسیحی دیندار کمپوڈروں کی ضرورت ہو جو بیدار ہوں اور گانے اور منادی کا شوق رکھتے ہوں پہلے اپنی عرضی معہ اسناد کارگذاری اور کسی پادری صاحب کی سفارش کے ذیل پتہ پر روانہ کرے +

المشتہر پورن لعل اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ لیپر اسایلم سباتو

۳　　**ضرورت**　　تا حکم ثانی

ایک شادی شدہ واعظ کی ضرورت ہو جو پہاڑی زبان میں گانا جانتا ہو اور پہاڑ کے دیہات کے کام کا تجربہ رکھتا ہو اور اونچے نیچے رستوں پر چلنے کا عادی ہو۔ اگر میجک لینٹرن کے استعمال سے واقف ہو تو بہتر ہو۔ سایل اپنی عرضی معہ اسناد کارگذاری اور لیاقت کے کسی پادری صاحب کے ذریعہ ذیل کے پتہ پر روانہ کرے اور ہر ایک ضروری امر کا فیصلہ کرے +

المشتہر۔ ایم بی۔ کارلٹن۔ ایم ڈی۔ سباتو ملہو

۲　　**ضرورت**　　تا حکم ثانی

ایک عیسائی بڑھئی کی ضرورت ہو جو اوسط درجہ کی لیاقت رکھتا ہو۔ لیکن عبادت میں حاضر ہوتا ہو اور دیندار ہو شادی شدہ کو ترجیح دیجائیگی۔ کسی پادری صاحب کے ذریعہ عرضی معہ اسناد روانہ کرے +

المشتہر۔ ایم۔ بی۔ کارلٹن۔ ایم۔ ڈی۔ سباتو ملہو

نارتھ ویسٹرن ریلوے

فروخت کے لئے

پُرانے لوہے کی ریلیں

لمبائی۔ چوڑائی۔ نرخ اور پہنچانے کی شرایط وغیرہ کی نسبت چیف سٹور کیپر۔ این۔ ڈبلیو۔ ریلوے لاہور سے خط و کتابت کرو +

پادری اے۔ ایچ۔ یونگ صاحب۔ اڈیٹر و مینیجر نور افشاں کیواسطے۔ امریکن مشن پریس لودیانہ میں۔ ایم وائیلی کے اہتمام سے چھپا ملو